رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۹

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانیوالا اکیلا اخبار

نور

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳ روپے
" ششماہی " " ۱۲ آنے
" سالانہ امراء سے ۵ روپے
" ممالک غیر سے
۹ شلنگ

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی حقیقت ظاہر کرنا۔
۲۔ سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا
۳۔ دیگر مذاہب کے حملوں کا مکمل اور جواب دینا
۴۔ راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنا

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور (پنجاب)

اللہ بخش سٹیم پریس

[illegible] ۳۰/۱۶ [illegible]

مورخہ ۱۶/اپریل ۱۹۲۴ء

جلد ۱۷ ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ وِدوان برہمچاری نمبر ۱۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زنبیل

ڈیڑھ سو سے زائد کارڈ ابھی تک جلس بیجا میں ہیں

۱۸ فروری کو ۲۷۵ کارڈ سالانہ لیکچر (سکھ اور مسلمان) کی خریداری کے لئے دوستوں کے نام ارسال کئے گئے تھے۔ دو ماہ ہو گئے مگر ابھی تک ڈیڑھ سو سے زائد کارڈ دوستوں کی قید میں ہیں۔ حالانکہ یہ کارڈ صرف انہیں دوستوں کے نام بھیجے گئے تھے۔ جن پر مجھے اعتماد کلی تھا کہ یہ دوست بہر حال جواب دیں گے۔ مگر کس قدر رنج وہ نتیجہ ہے کہ ۲۷۵ میں سے بمشکل سو بھائیوں نے جواب دیا۔ حالانکہ میں نے انہیں بھائیوں کے نام یہ کارڈ روانہ کئے تھے۔ جن پر مجھے حسن ظنی تھی کم از کم دوستوں کو میری حسن ظنی کی تو لاج رکھ لینی چاہیئے۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ مجھے ہاں میں ہی جواب دیں۔ بلکہ جو کچھ آپ مناسب سمجھتے ہیں۔ وہ لکھ کر بھیج دیں۔ کم از کم مجھے انتظاری کی زحمت سے تو نجات مل جائے۔ اگر اب بھی دوست جواب نہیں دیں گے تو پھر میں ان کارڈوں کے زیر حراست رہنے والوں کے نام شایع کر دوں گا۔ مطبوعہ لیکچر کا نرخنامہ یہ ہے۔ ایک سو کاپی پچاس روپے ۵۰ پچیس ۲۵ دس ۱۲ ایک کاپی ۲ روپیہ کی جنداں ضرورت نہیں کہ یہ لیکچر ۲۰۰ صفحات کی ویدہ زیب ہی کا نتیجہ اور سکھ مذہب کے متعلق قریباً میری کل تصانیف کا خلاصہ ہے۔

ایک سکھ سردار کا خط

جناب سردار گوردت سنگھ صاحب جلند سے لکھتے ہیں کہ جو کتاب آپ نے ڈیلی ٹرائل گزٹ کے جواب میں شری گورو نانک صاحب کے متعلق لکھی ہے۔ وہ آج ہی بذریعہ وی پی بھیجدیں۔ آئندہ جس قدر کتب آپ سکھ مذہب کے متعلق لکھیں وہ بھی مجھے بذریعہ وی پی ضرور بھیجا کریں۔

ضروری اطلاع

اس پرچہ کے ہمراہ بعض دوستوں کے نام اشتہارات بھی روانہ کئے گئے ہیں۔ میں مشکور ہوں گا۔ اگر دوست ان اشتہارات کو اپنے احباب کرام میں تقسیم فرما سکیں یہ نور ایجنسی کے اشتہارات ہیں۔ جس کی ساختہ ادویات کے معتبر اور عمدہ ہونے کی آج دھوم مچی ہوئی ہے۔

سکھ دوستوں سے جدائی

نور کی اشاعت قلیل ہونے کی وجہ سے گزشتہ سال میں نے اس کے بند کرنے کا اعلان کیا تھا۔ اس پر حضرت کے ارشاد سے ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے ایک سال کے لئے نور کی ایک سو کاپی سکھوں میں تقسیم کرنے کے لئے خرید فرمائی تھی۔ جس کی میعاد اب ختم ہے۔ اس کی اطلاع ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کو کی گئی۔ پھر ۱۶ مارچ کو یاد دہانی کرائی گئی۔ لیکن ابھی تک کوئی فیصلہ کن جواب مجھے نہیں ملا۔ لہذا مجبوراً اس پرچہ کے بعد ان سکھ دوستوں کے نام نور بند کر دیا جائے گا۔ گویا یہ پرچہ ان سکھ دوستوں کے نام آخری پرچہ ہوگا۔ اس ایک سال کے اندر نور نے ان سکھ دوستوں پر کیا اثر کیا۔ اس کے متعلق ان کے آمدہ خطوط بہترین شاہد ہیں۔ جن کا شائع کرنا تبلیغی مصلحت سے اخبار میں اعلان مناسب نہیں سمجھتے۔ نور نے سکھوں ان [illegible] میں جو کام کیا ہے یا کر رہا ہے خود سکھ اس کے معترف ہیں۔ ہاں ضرورت ہے تو صرف قدر دانی کی جو سکھ دوست [illegible] اپنے نام نور جاری رکھنا چاہتے ہیں تو جلد اطلاع دیں [illegible] سے بچ جائے۔

[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریہ مذہب کی حقیقت

نمبر ۳

حضرات! آج اس سلسلہ کی یہ تیسری کڑی حاضر ہے۔ ہم نے اپنی طرف سے آریہ مذہب پر نہایت ہی نرم سے نرم الفاظ میں تبصرہ کر رہے ہیں۔ آگے جو حوالہ جات میں پیش کرنے والا ہوں۔ وہ تہذیبی نقطہ خیال سے اور پایہ ثقاہت سے بہت ہی گرے ہوئے ہیں۔ اور اس قابل نہیں کہ انسان کسی مہذب سوسائٹی میں ان کے لئے لب کشائی کر سکے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ آریہ سماج دیگر مذاہب پر جس قدر سخت نکتہ چینی کرتی اور پھر اپنے منہ سے میاں مٹھو بننے کے مصداق جس بلند آوازی سے اپنے مذہب کی صداقت کے لئے منادی کرتی اور تمام عیسائیوں، موسائیوں، اور مسلمانوں کو اپنے مذہب میں داخل ہونے یا کرنے کی دعوت دیتی ہے ان باتوں نے ہمیں مجبور کر دیا ہے۔ کہ ہم ٹھنڈے دل سے آریہ مذہب کا جائزہ لیں۔ کہ وہ اپنے اندر اپنی صداقت پاکیزگی بنی نوع انسان کی خیر خواہی تمدنی، اور معاشرتی خوبیوں کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ ہم آریہ سماج کی دعوت پر کان دھر سکیں۔ جناب پنڈت دیانند صاحب رگ وید آدی بھاشا بھومکا باب مستند و غیر مستند کتابوں کی ذیل میں لکھتے ہیں:۔

ایک شرمندہ کر دینے والا استعارہ

پرجاپتی برہما جو چار منہ والا آدمی تھا۔ . . . . .

. . . . . . کی مشہور . . . .

. . . کہانی کے متعلق . . . .

پنڈت دیانند جی کہتے ہیں کہ یہ کہنا نہیں ہے۔ بلکہ روپ النکار یعنی تلازمہ ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ سوتا یعنی سورج کو پرجاپتی کہتے ہیں۔ اور صبح کی شفق (اُشا) اس کی دختر کی مثال ہے۔ کیونکہ جو شے کسی سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ اس کی اولاد کی مثال ہوتی ہے۔ اور وہ خود بمنزلہ اس کے باپ کے ہوتا ہے (اسی بنا پر یہ تلازمہ باندھا گیا ہے) وہ باپ (سورج) روہتا یعنی سرخی نما شفق میں جو بمنزلہ اس کی دختر کے ہے بکمال سرعت اپنی کرنوں سے حلول کرتا ہے۔ اور اس طرح شفق میں سورج کے حلول کرنے سے سورج کی روشنی یا دن جو بمنزلہ اس کے فرزند کے ہوتا ہے۔ اس فرزند یعنی روشنی یا دن کی ماں اُشا (شفق) اور باپ سورج ہے۔ گویا اشا (شفق) کے بطن سے جو سورج کی دختر کے بمنزلہ ہے۔ سورج کی کرن صورت نطفہ سے اس کا فرزند یعنی دن پیدا ہوتا ہے۔ علی الصباح یعنی پانچ گھڑی (۲ گھنٹہ) رات رہے۔ سورج کے برآمد ہونے سے پیشتر کسی قدر سرخی نمایاں ہوجاتی ہے۔ اوسے اُشا (شفق) کہتے ہیں۔ اس وقت باپ (سورج) اور بیٹی (شفق) کے اتصال سے خوشنما روشنی مثل فرزند پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح یہاں بھی سمجھنا چاہیئے (ایتریہ براہمن پنچکا ۳ کنڈ کا ۳۳-۳۴)

پھر دوسرا استعارہ لکھتے ہیں:۔

ایسا ہی ایک اور استعارہ

بادل اور زمین کا بھی باپ بیٹی کا تعلق ہے کیونکہ بادل یعنی پانی سے زمین کی پیدائش ہوتی ہے۔ اس لئے زمین بمنزلہ اس کی دختر کے ہے۔ بادل اس میں باران صورت نطفہ ڈالتا ہے۔ پانی پڑنے سے زمین بارور ہوتی ہے۔ اور اس سے نباتات وغیرہ بمنزلہ اولاد کے ہوتی ہے (یہ بھی ایک تلازمہ ہے) (نرکت ادھیائے ۴ کھنڈ ۲۱) ایسے تلازمات کی تائید میں پنڈت دیانند صاحب وید سے بھی سند لاتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ اس بارہ میں وید کا حوالہ بھی درج کیا جاتا ہے۔

روشنی (سورج) میرا پتا یعنی محافظ ہے اس سے تمام کاروبار انجام پاتے ہیں۔ یہاں سورج کا زمین کا باہمی تعلق۔ زمین ماتا یعنی جائے قیام ہے زمین اور سورج یا زمین اور بادل چادر جیسے اور چاندنی یا دو بالمقابل کھڑی ہوئی فوجوں سے مشابہ ہیں (یہ محض ایک تلازمہ ہے) بادل جو بمنزلہ باپ کے ہے۔ اور زمین جو بمنزلہ دختر ہے۔ آب باراں صورت حمل کو قایم کرتا ہے (اسکو تلازمہ تصور کرنا چاہیئے) (رگوید منڈل اول سوکت ۱۶۴- منتر ۳۳) اسی کی تائید ایک اور ویدک منتر سے بھی ہوتی ہے۔

"وہ تھی یعنی سورج جو بمنزلہ باپ ہے شفق میں جو بمنزلہ اس کی دختر کے ہے۔ کرن صورت نطفہ سے حمل قایم کرتا ہے جس سے دن جو اس کے فرزند کی مثال ہے۔ پیدا ہوتا ہے" (رگوید منڈل سوکت ۱۱۴ منتر اول)

ان مثالوں سے کیا نتائج نکلتے ہیں

مندرجہ بالا حوالہ جات پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اگر پنڈت دیانند کے تاویلی ترجمہ کو ہی مان لیں تو بھی اس سے سوائے اس کے اور کچھ ثابت نہیں ہو سکتا کہ ضرور بضرور ویدنے . . خلاف تہذیب استعارات سے کام لیا . . . .

. . . .

. . . . ان صریح حوالہ جات کی بنا پر ایک منصف و محقق اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ ویدوں میں اس قسم کے استعارات باقد ہے گئے ہیں جیسے موجودہ تہذیب طرفۃ العین کے لئے بھی روا نہیں رکھتی اور دام مارگیوں میں جو برائیاں پائی جاتی ہیں۔ ممکن ہے کہ ایسے منتر یا استعارات ہی ان کے لئے محرک ہوئے ہوں۔ کیونکہ وہ اپنی تعلیم کی سند بھی ویدوں ہی سے لاتے ہیں واجب تھا کہ وید ایسے استعارات کا سختی سے دشمن ہوتا مگر ایسے استعارات کو بطور ویدوں کی فصاحت و بلاغت کے بیان کرنا یہ امر ہرگز قابل ستائش نہیں ہو سکتا بلکہ ایک محقق ایسی تعلیم سے جس نتیجہ پر پہنچنے کے لئے مجبور ہو سکتا ہے۔ وہ ہر طرح ظاہر و باہر ہے۔ کیونکہ یہ امر واقعہ ہے کہ اگر ہم کسی بات کو ممنوع سمجھوں۔ تو اسے ہم استعارۃً بھی جائز قرار نہیں دونگا۔ مثلاً سور سے مسلمان بدرجہ غایت متنفر ہیں۔ ہندوؤں کو گائے سے بہت پریم ہے۔ ص

ص سکھوں کو پانچ ککوں سے بہت پیار ہے۔ اب کوئی مسلمان یا ہندو اور سکھ طرفۃ العین کے لئے بھی اس امر کو گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ وہ استعارہ بھی حلال کو حرام اور حرام کو حلال ...

سکھ اور مسلمان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۲

باوا صاحب کی اپنی گواہی

اس کے ماسوا خود حضرت باوا صاحب بھی گرنتھ صاحب آد سری راگ محلہ پہلا میں فرماتے ہیں۔ ؎

پنج وقت نماز گذاریں پڑھو کتیب قرآن
نانک آکھے گور سدیسی رہیو پینا کھانا

جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز پنجگانہ کو پابندی سے ادا کرو نانک نصیحت کرتا ہے۔ کہ اس سے غفلت نہ کرو۔ معلوم نہیں کس وقت گور یعنی قبر تیرے لئے اپنی گود کو کھول دے اور تو اس میں چلا جاوے۔ اس لئے تلاوت قرآن کریم سے کبھی روگردان نہیں ہونا چاہیئے۔ اور یہ دنیا کا مال اور دولت اور دنیا کے جھگڑے دھندے یہیں کے یہیں رہ جائیں گے۔ ساتھ نہیں جائیں گے۔ اس لئے نماز پنجگانہ کو باقاعدہ ادا کرو۔ کیونکہ یہی ساتھ جانے والی چیز ہے۔

نیز جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں: تاریخ گورو خالصہ صفحہ ۵ پر بھائی گیان سنگھ جی گیانی نے بھی لکھا ہے باوا صاحب فرماتے ہیں کہ ؎

جمع کر نام دی پنج نماز گذار
باجھوں نام خدا ئیدے ہوسیں بہت خوار

مطلب ظاہر ہے۔ جس طرح پہلے حوالہ میں گور (قبر) کے لفظ سے اس طرف اشارہ کر دیا۔ کہ آپ اسلامی عقائد کے پابند تھے۔ اسی طرح یہاں بھی پانچوں وقت کی نمازوں کی تاکید کرتے ہوئے بتا دیا۔ کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے اسماء کو جمع کرو۔ اور جے سیتا رام جی یا اور اس قسم کے جملوں کو استعمال نہ کرو۔ کیونکہ جو خدا کے سوا کسی اور کا نام لیتا ہے۔ وہ ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ اور اسی طرح پانچوں نمازیں ادا نہ کرنے والا بھی رسوا اور ذلیل ہوتا ہے۔

یہی نہیں کہ اس پر ہی حضرت باوا صاحب نے بس کر دی ہو۔ بلکہ عین اسلامی تعلیم کے مطابق تارکان نماز کی سخت وعید بتلاتے ہیں۔ جنم ساکھی بھائی والا صفحہ ۲۳ پر فرماتے ہیں ؎

لعنت بر سر تنہاں جو ترک نماز کریں
تھوڑا بہتا کھٹیا ہتھوں ہتھ گویں

یعنی ان پر لعنت ہے جو نمازوں کو ترک کرتے اور جو کچھ تھوڑا بہت کمایا ہے اس کو بھی ہاتھوں ہاتھ ضائع کر رہے ہیں۔ بالکل واضح الفاظ ہیں۔ اب کون ہے۔ جو ان حوالہ جات کو دیکھتے ہوئے یہ کہے۔ کہ باوا صاحب مسلمان نہیں تھے۔ اور یہ کہ سری راگ محلہ پہلا کے شلوک کے ان الفاظ سے کہ ؎

تیہہ کر رکھے پنج کر ساتھی ناؤں شیطاں مت کٹ جائے

پانچ نمازیں اور تیس روزے مراد نہیں۔

تیس روزے

دوستو! جیسا کہ ان حوالوں سے جو میں نے ابھی پیش کئے ہیں۔ اور ان حوالوں سے جو میں ابھی پیش کروں گا ثابت ہوتا ہے۔ باوا صاحب کے اس شلوک سے مراد پانچ نمازیں ہی ہیں۔ ایسا ہی میں تیس کے لفظ سے تیس روزوں کا ثبوت بھی دیتا ہوں۔ اگرچہ گرنتھ صاحب کی اس تفسیر کے بعد جو مہاراجہ فرید کوٹ نے کرائی اور اس تاریخ گورو خالصہ کی شہادت کے بعد جو مہاراجہ پٹیالہ نے لکھوائی۔ اس بات کی ضرورت نہ تھی۔ کہ میں اور حوالہ جات پیش کرتا۔ مگر چونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ ان سے کسی شخص کی تسلی نہ ہو۔ اس لئے میں اور حوالہ پیش کرتا ہوں۔ چنانچہ روزوں کے متعلق جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۳۳ میں باوا صاحب کا قول مذکور ہے جو اس طرح ہے ؎

نانک آکھے رکن دین سچے سنو جواب
صاحب دا فرمایا کھیا وچ کتاب
دنیا دوزخ اوہ چڑھے جو کہے نہ کلمہ پاک
مکروہ تریہے روجڑے پنج نماز طلاق
لقمہ کھائے حراما سر تے چڑھے عذاب
جو راہ شیطان گم نہ جئے سو کیونکر کریں نماز
آتش دوزخ ہاویہ پایا تنہاں نصیب
بہشت حلال کھاؤناں کیتا تنہاں پلید
نانک آکھے رکن دین کلمہ سچ پچھان
اکو روح ایمان دی جو ثابت رکھی ایمان

کلمہ۔ روزہ۔ نماز۔ دوزخ۔ بہشت۔ کتاب یعنی قرآن حلال۔ حرام۔ طلاق۔ شیطان وغیرہ وغیرہ کا نام جس صفائی سے لیا گیا ہے۔ اور جس طرح ان کے متعلق بتایا ہے۔ کہ یہ سب خدا تعالیٰ کے احکام ہیں۔ جو کتاب یعنی قرآن میں درج ہیں۔ وہ ظاہر ہے۔ کیا عقلمند آدمی کے سمجھنے کے لئے یہ کافی نہیں۔ کہ باوا صاحب مسلمان تھے۔ اور پکے مسلمان تھے۔ ماسوا اور باتوں کے پانچ نمازوں کے ساتھ ترتیہہ ۳۰ روجڑوں (یعنی روزوں) کا ذکر کرنا کیا اس بات کا ثبوت نہیں۔ کہ اس شلوک میں بھی روزے ہی مراد ہیں۔ پھر باوا صاحب نے اور بھی متعدد مقامات پر روزوں کا ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً محلہ پہلا وار آسا پر فرماتے ہیں۔ ع

اونہیں دنیا تو ڑے بندان۔ ان پائی تھوڑا کھایا

یعنی روزے رکھنے والے دنیا میں رہتے ہوئے خدا کے جوار رحمت میں ہیں۔ اور ہر طرح سے خدا کے فضل کے وارث ہیں۔

باوا صاحب اور اذان

نماز کے لئے یہ ضروری ہے کہ اذان دی جائے۔ سو اس کے لئے جنم ساکھی کلاں صفحہ ۳۰۳ سطر ۲۵ پر درج ہے

کن وچ انگلیاں پا کیکے تب نانک دتی بانگ

ایسا ہی واراں بھائی گورداس جی کے صفحہ ۱۴۲ سطر ۵ میں لکھا ہے۔

دتی بانگ نماز کر سن سماں ہویا جہان

اسی طرح اور مقامات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ باوا نانک صاحب نے اذان دی۔ نمازیں پڑھیں وضو کیا۔ حج کیا۔ مسلمان زہاد کی طرح کوزہ مصلی ہر وقت ہاتھ میں رکھا۔ اور مراحل روحانیت طے کرنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے صوفیائے کرام کے رنگ میں اسلامی بزرگوں کی چلے کاٹے۔ غرضکہ تمام اسلامی طریق عبادت اور اس کی لوازمات کو پورا کیا۔ ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے کیا باوا صاحب کے مسلمان ہونے میں کوئی کسر باقی رہ جاتی ہے؟

نماز۔ روزہ اور گائیتری

پھر یہ بات اس وقت اور بھی روشن ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اسلام اور اسلامی طریق عبادت کی باوا صاحب تعریف کرتے اور اپنے لئے اور دوسروں کے لئے اسے واجب العمل قرار دیتے ہیں۔ مگر ہندو مذہب اور اس کی عبادت کے طریقوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ اور اس کی ہر ایک کو بچنے کی تاکید کرتے ہیں۔

پیارے بھائیو! جیسا کہ میں نے کلمہ طیبہ کے مقابل جنتر منتر کے متعلق باوا صاحب کی رائے آپ کے سامنے پیش کی ہے۔ ویسے ہی میں نماز روزہ کے مقابل ہندوؤں کی گائیتری سندھیا۔ اپاسنا۔ وغیرہ کے متعلق باوا جی کی رائے پیش کرتا ہوں جس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ باوا صاحب ایک سچے مسلمان کی طرح ہنود پران کی عبادات کے نقص بیان فرماتے رہے ہیں اور انہیں فرما رہے ہیں کہ انہیں چھوڑ دو ان کے اندر کچھ نہیں۔ فرماتے ہیں ؎

سندھیا ترپن کرے گائتری بن بوجھ دکھ پایا
سندھیا کرے وچار نانک سندھیا کرے من بھی
جیونہ تکے۔۔۔۔۔۔

دگرنتھ صاحب آد وار بھاگرا)

یہ جو تم سندھیا اور گائتری وغیرہ کرتے ہو یہ بالکل فضول اور بے فائدہ ہے۔ اس سے نہ تو تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ اور نہ وصال خداوندی میسر آتا ہے۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ ایک طرف اسے رکھئے اور دوسری طرف اس نماز روزہ کے متعلق جس شد و مد سے باوا صاحب نے ارشاد فرمایا ہے اور عمل کیا ہے اس کو رکھئے اور موازنہ کیجئے کہ باوا صاحب کا مذہب کیا ہے۔

باوا صاحب نہ صرف یہ کرتے ہیں کہ نماز روزہ کے متعلق پسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور صرف اپنے عمل کو اس کے مطابق بناتے ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی تاکید بلکہ ڈراتے ہیں۔ کہ وہ ان کو ترک نہ کریں۔ چنانچہ گرنتھ صاحب آد کے صفحہ ۱۲۷۰ پر لکھا ہے۔ اور گرنتھ صاحب آد وہ کتاب ہے۔ کہ جس کے متعلق سکھ دوستوں کا عقیدہ ہے۔ کہ اس کے ایک حرف سے روگردانی کرنے سے بھی انسان خدا کی رضامندی سے دور ہو جاتا ہے۔ بہرحال گرنتھ صاحب آد کے صفحہ ۱۲۷۰ پر جو شلوک اس بارے میں درج ہے یہ ہے۔

فریدا بے نماز کتیا ایہہ نہ بھلی ریت
کدی چل نہ آیا پنجے وقت مسیت
اٹھ فریدا وضو ساد صبح نماز گذار
جو سر سائیں نہ نویں سو سر کپ اتار
جو سر سائیں نہ نویں سو سر کیجے کائیں
کنی ہیٹھ جلائیے بالن سندے تھائیں

ایسا ہی جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۲۱ پر ہے
لعنت برا تنہاں جو ترک نماز کریں
تھوڑا ایہنا کھٹیا ہنہوں ہنہہ گویں

بے نماز کتے کی طرح ہے۔ اس سے بڑھ کر بدتر اور کون ہے۔ جو مسجد میں پانچ وقت نماز کے لئے نہیں آتا۔ مسجد میں جو سر خدا کے حضور نہیں گرتا وہ اس قابل ہے۔ کہ اسے اڑا دیا جائے۔ اور ایندھن کی جگہ جلا دیا جاوے۔

ایسا ہی اور بہت سے مقامات ہیں۔ جو اسی طرح نماز کی تاکید اور تارک نماز کے لئے وعید پیش کرتے ہیں لیکن کیا سندھیا یا گائتری وغیرہ کے متعلق بھی ایسا زور دیا۔ اور کیا اس کے تارکوں کے لئے بھی اسی قسم کی وعید بیان کی؟ یقیناً نہیں بلکہ وہاں تو یہ کہا کہ یہ فضول ہیں ان کو چھوڑ دو۔ کیا اس سے یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ باوا صاحب مسلمان تھے۔

قرآن شریف اور وید مقدس

مسلمان قرآن کو خدا کی کتاب سمجھتے ہیں۔ اور ہندو وید کو۔ باوا صاحب گرنتھ صاحب صفحہ ۳۶۰ پر فرماتے ہیں۔

پت دن پوجا ست دن سنجم جب دن کاہے جنیو
ناوھو دھوؤ تلک چڑھیو اہو بچ دن سوچ نہوئی
کل پروان کتیب قرآن۔ پوتھی پنڈت رہی پران

مطلب یہ کہ پوجا پاٹ۔ چھوت چھات، جنیو پہننا۔ اشنان کرنا اور تلک لگانا کوئی بھی تو چیز نہیں جو اس زمانہ میں کام آسکے۔ مگر ایک ہی کتاب ہے۔ جو اس کل یگ کے عہد میں کام آسکتی ہے۔ اور وہ قرآن مجید ہے۔ ہاں وہی قرآن مجید کہ جس کے سامنے نہ پوتھیاں کام آسکتی ہیں اور نہ پران۔ نہ پنڈت اس جیسی حقیقت بیان کر سکتے ہیں۔ اور نہ وِدوان اس جیسی معرفت بتا سکتے ہیں۔

پھر جنم ساکھی بھائی بالا کلاں کے صفحہ ۱۴۷ پر باوا صاحب فرماتے ہیں ؎

توریت۔ زبور۔ انجیل۔ ترے پڑھ سن ڈٹھے وید
رہی قرآن کتاب کل یگ میں پروار

یعنی قرآن شریف کے بالمقابل توریت زبور انجیل اور وید کوئی بھی تو ایسی کتاب نہیں جو انسان کو گناہوں پاپوں اور بدیوں سے بچا سکے۔ ایسا ہی جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۲۰ پر فرماتے ہیں ؎

تیہے حرف قرآن دے تیہے سیپارے کہیں
تس وچ پند نصیحتاں سن سن گرد لقیں

یعنی قرآن شریف کے تیس حروف اور تیس ہی اس کے سیپارے بنائے گئے ہیں۔ اور اگر کوئی نصیحت و موعظت کسی کتاب میں ہو سکتی ہے تو وہ اسی کتاب میں ہو سکتی ہے۔ اور یہی وہ کتاب ہے۔ جس میں معرفت الٰہی کے راز اور قرب خداوندی کے اسرار بیان کئے گئے ہیں۔ پس یہی کتاب ایمان لانے کے قابل ہے۔ اور اسی پر ایمان لانا چاہیئے۔ اور اسی پر یقین کرنا چاہیئے۔

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں خدا اور رسول اور قرآن کی قسمیں کھاتے ہیں باوا صاحب اس طرح کی قسمیں کھانے والوں کے متعلق جنم ساکھی بھائی بالا میں فرماتے ہیں ؎

کھاون قسم قرآن دی کارن دنی حرام
ہے آتش اندر حشر دن آکھے نبی کلام

(باقی صفحہ ۱۵)

تعدد ازدواج اور اسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(از قلم مولانا المکرم مولوی عبدالکریم صاحب فضا امیر)

گذشتہ (۶) سے پیوستہ

شخصی ضروریات بھی کبھی انسان کو مجبور کر دیتی ہیں۔ مثلاً نرینہ اولاد کی خواہش طبعی قدرتی ہے نپولین بوناپارٹ کی دوسری شادی خاص پوپ کی موجودگی میں کی گئی۔ تمام یورپ نے اس کے جواز کو تسلیم کیا مہاراجہ گوالیار آنجہانی نے اپنے قول و عمل سے ثابت کر کے دکھا دیا کہ حاجت کے وقت دوسری بیوی کر لینا بالکل جائز ہے۔ "اگر مجبوری کی حالت میں کسی مصلحت و ضرورت کو مدنظر دوسری شادی کی جائے تو مجھے اعتراض نہ ہوگا۔"

اگر ہندوستان کے ایک ہندو راجہ یا یورپ کے ایک شہنشاہ کو اس کی ضرورت محسوس ہو سکتی ہے یا وہ کسی وجہ سے اپنے تئیں دوسری شادی کرنے پر مجبور پاتا ہے۔ تو یہ یا اس قسم کی مجبوریاں دوسرے انسانوں کے لئے بھی خواہ وہ فرانس کے رہنے والے ہوں یا عراق کے پیش آ سکتی ہیں۔ اور انہی امکانات کو ملحوظ رکھکر اسلام نے تعدد ازواج کی اجازت دی ہے۔

ان حقیر نظائر پر ممکن بلکہ اغلب ہے کہ تمسخر سے نظر ڈالی جائے۔ لیکن تاریخ قدیم و جدید اس پر روشن گواہ ہے کہ محض قانونی یعنی شرعی پہلو سے بھی اس مسئلہ پر کوئی مسلمہ اعتراض نہیں ہو گو بعض قومیں آج اس پر حرف زن ہیں۔ لیکن ان کے مذاہب ہاں دنیا کے تمام مشہور مذاہب ایک سے زیادہ بیوی کی تائید میں ہیں۔

(۷)

برہمنی مذہب کے مقدس مشاہیر کی مثالیں قابل غور ہیں۔ "رام چندر جی کے والد بزرگوار مہاراجہ دسرتھ کی تین بیویاں تھیں۔ کوشلیہ والدہ رام چندر جی سمترا والدہ لچھمن جی۔ کیکئی والدہ بھرت جی۔

پرمیشور کے خاص اوتار بھگوان سری کرشن جی مہاراج کے سینکڑوں نہیں تو کم از کم آٹھ ضرور تھیں۔ شری کرشن جی کے والد واسدیو جی نے سات عورتوں سے ایک ہی وقت میں شادی کی پانڈوں کے جد اعلیٰ راجہ پانڈو کی دو بیویاں تھیں۔ راجہ شنتن کی دو بیویاں تھیں۔ بچتر ویرج کی دو بیویاں تھیں۔ اور ایک لونڈی۔ مہرشی یاگولکیہ کی دو بیویاں تھیں۔ مہاتما بدھ جی کے پتا کی دو بیویاں تھیں۔"

(۸)

"مذہب یہود تو ایک مخزن ہے جس میں کثرت ازدواج اور بلا تعیین حد موجود ہے مسلمہ عظمت خلیل الرحمن سیدنا ابراہیم ؑ کی تین بیویاں تھیں۔ برگزیدہ اسرائیل یعقوب ؑ کے چار

حضرت موسیٰ ؑ "جس کی مانند بنی اسرائیل میں کوئی نبی نہ تھا۔ جس سے خدا آمنے سامنے آشنائی کرتا" کی چار بیویاں اور متبنے تعداد بیویوں کا جواز ثابت ہے

حضرت داؤد ؑ جس کی تعریف میں خدا نے اس سے کہا "کہ تو میرا بیٹا ہے میں آج کے دن تیرا باپ ہوا" کی نو بیویوں دس حرموں ان کے علاوہ اور حرموں اور حوروں کا ذکر بائبل میں موجود ہے۔

حضرت سلیمان ؑ جن کی شان میں بائبل رطب اللسان ہے "میں نے ایک عاقل اور سمجھدار دل تجھکو بخشا ایسا کہ تیری مانند تجھ سے آگے نہ ہوا اور نہ تیرے بعد تجھ سے برپا ہوگا۔ نیز "وہ میرا بیٹا ہوگا میں اس کا باپ ہوں گا" ایک ہزار عورتیں رکھتے تھے"۔

(مولانا قاضی محمد سلیمان صاحب)

(۹)

عیسائی مذہب نے بھی کہیں ممانعت نہیں کی۔ "بائبل کی بہت سی آیتوں سے پایا جاتا ہے کہ تعدد ازدواج صرف پسندیدہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ خاص خدا نے ہی اس میں برکت دی ہے"۔

(ڈیون پورٹ)

"حضرت سلیمان ؑ کی نظیر اور حضرت داؤد ؑ کی نظیر پر (جو خدا کی دلی مرضی پر چلتے تھے۔ اور جن کو خدا نے اپنی شریعت کے احکام کی تعمیل کے لئے بنایا تھا) یہ امر چنداں اعتراض کے لائق نہیں ہے خصوصاً اس وجہ سے بھی کہ عیسیٰ مسیح ؑ نے بھی کسی انجیل میں اس کی ممانعت نہیں کی ہے"۔

(ہگنس)

غرض دنیا پر کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا جس میں کثیر الازدواجی کثرت سے رائج نہ رہی ہو۔ انجیل مقدس اور اس کے نامور پیرو اس کے حامی رہے ہیں کتنے عیسائی بادشاہوں نے ایک سے زیادہ بیویاں کی ہیں سنٹ آگسٹائن۔ گریگوری ثانی گریگوری آف تورز۔ مارٹن لوتھر وغیرہ سب کے سب کثرت ازدواج کے مؤید تھے۔ میری ونجین خاندان کے تمام سلاطین کثیر الازدواج تھے۔ شارلیمن کی اکٹھی پانچ بیویاں تھیں۔ اس وقت اگر یورپ کی عیسائیت اس کے خلاف ہے تو وہ محض قانون سلطنت کی وجہ سے ہے۔ ورنہ از روئے مذہب ایک سے زیادہ بیویاں کرنے میں کوئی شے ان کے مانع نہیں ہے۔ جس پر عیسائیوں کا فرقہ مارمن شاہد عادل ہے۔

مشہور شاعر فاضل ملٹن کا بیان ملاحظہ ہو "پس جس رسم کا امتناع انجیل میں بھی کسی کو نہیں ہے وہ کیونکر معیوب یا مذموم خیال کی جا سکتی ہے۔ انجیل میں ان پہلی آئینوں سے کوئی بھی منسوخ نہیں کیا گیا ہے۔ جو انجیل سے پیشتر جاری تھے"۔

میں یقین کرتا ہوں کہ ان بہت سے بزرگوں کی تعظیم و توقیر کے خیال سے جو کثیر الازدواج تھے ہر ایک شخص اس کو فجور اور زنا خیال کرنے سے باز رہیگا کیونکہ خدا حرام کاروں اور زانیوں کو سزا دیگا حالانکہ ان بزرگوں پر خدا کی خاص نظر تھی جیسی کہ اس نے خود فرمایا تھے۔ پس اگر متعدد نکاحوں کا ذکر کرنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹھیک ٹھیک نکاح ہو۔ تو وہی جائز ہے۔ جواری کا قول ہے کہ سب میں نکاح کرنا بھلا اور تس پر وہ ناپاک نہیں"۔

(جان ملٹن)

الحاصل "ہم بے تردد تسلیم کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں بھی تعدد ازدواج کے دستور نے رواج پایا تھا اور خدا نے بھی اس کو منع نہیں کیا۔ بلکہ ان کو برکت دینے کا وعدہ کیا۔ جو اس پر چلتے تھے"۔

(پادری فکس صاحب مشنری لکھنؤ)

(۱۰)

منشاء الٰہی ظاہر ہے خدا کو منظور ہے کہ دنیا آباد رہے اور آدم کی اولاد خوب پھیلے۔ بالخصوص قومی اور سیاسی زندگی کی روزافزوں اور ہمہ گیر کشمکش میں تعداد بھی بعض اوقات خاص اثر رکھتی ہے۔ وطنی اور ملکی حیثیت سے یہ بھی ایک اہم خدمت ہے۔

تکثیر نسل کی ضرورت اور مرد و عورت فطرتاً دو متقاضی ہیں۔ کہ مرد کو تکثیر ازدواج کی اجازت دی جائے۔ تاکہ وہ نسل کو بڑھا سکے۔ تکثیر نسل کی ضرورت ہر زمانہ میں اور ہر جگہ ممکن ہے بالخصوص عرب تو نزول قرآن کے وقت تکثیر نسل کا ازبس زیادہ تر محتاج تھا۔

"اسلام میں تعدد ازدواج کی اجازت قوم کو کمی نسل کے ناقابل تلافی نقصان سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک بے نظیر اصول ہے۔ جس کی ہمیں تہ دل سے قدر کرنی چاہئیے۔ یہ ایک ایسا اصول ہے کہ اگر بوقت ضرورت اس کی پیروی کی جائے تو اس سے سلسلہ توالد و تناسل میں خلل انداز ہونے والے امراض پیدا نہیں ہونے پاتے۔ آپ ایشیاء میں عمر رسیدہ دوشیزہ لڑکیاں بہت کم پائیں گے جو زیادہ عمر تک شادی نہ ہونے کے سبب ہسٹریا کی تکلیف دہ بیماری میں مبتلا ہوں"۔

(جرمن فاضل متشرق علامہ جواکیم دی بولف)

(۱۱)

تعدد ازدواج ہر فرد بشر پر جائز نہیں بلکہ صرف عند الضرورت جائز ہے۔ بشرطیکہ طاقت ہو۔ ایک سے زیادہ نکاح فرض۔ واجب موجب ثواب نہیں۔ البتہ خاص حالات میں خاص اشخاص کے لئے بشرائط جائز ہیں۔ "صرف ان لوگوں کو اجازت دی گئی ہے۔ جن کو وجوہات طبعی سے مجبوری ضرورت ہو۔ امورات طبعی کے علاوہ یہ اجازت اس غرض سے بھی دی گئی ہے۔ کہ تزویج کی تلخیوں کے واسطے اور مقاصد تزویج کے فوت ہو جانے کی حالت میں ایک تدارک حاصل ہو جو عین مرضی آدم و حوا کے پیدا کرنے والے کی ہے اور اس کی قدرت کے کاموں کی نشانیوں سے معلوم ہوتی ہے"۔

(سر سید)

ضوابط و شرائط کے ماتحت اسلام کثرت ازدواج کا قائل ہے۔ تاکہ خواہشات نفسانی کو بطریق احسن قانونی دائرہ میں ہر طرح محفوظ رہکر پورا کیا جا سکے۔ اور انسانیت کو گندگی اور ناپاکی اور معاشرتی برہمی سے بچایا جائے۔ قانون اسلام اجازت دیتا ہے بضرورت خاص ایک دو تین چار نکاح کئے جا سکتے ہیں۔ مگر کسی حال میں چار سے زیادہ ہرگز نہیں۔ لیکن اگر خوراک پوشاک، محبت و اعزاز، اخلاق اکرام میں انصاف ممکن نہ ہو۔ تو ایک سے زیادہ جائز نہیں۔ اسلام نے ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کے متعلق اس قدر کڑی شرطیں لگا دی ہیں کہ کوئی شخص ان کی تکمیل آسانی سے نہیں کر سکتا یہی وجہ ہے۔ کہ رسم عام نہیں ہے۔ جیسا کہ گمان ہے۔

ہم کہتے اور ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ قانون اسلامی کی حدود کے اندر کثرت ازدواج بالکل فطری ناگزیر طور پر لازمی اور اخلاقی پاکیزگی کو قائم رکھنے سوسائٹی کو بہیمی زندگی اور زناکاری سے محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہے۔

"چار کی اجازت ضرور ہے۔ بشرطیکہ ہر طرح برابری قائم رکھی جا سکے عورتوں کے پاس خاطر سے عدل کی شرط لگائی ہے۔

اسلامی شریعت نے عدل مستطاع کی قید لگا کر مردوں کو چار تک اجازت دینے سے ایک طرف ان اغراض کی حفاظت کی جو تکثیر کے بدون حاصل نہیں ہو سکتیں۔ دوسری طرف عورتوں کے حقوق کی کہ ان پر بھی ظلم نہ ہو۔ جس کی وہ برداشت نہ کر سکیں دونوں کے حق میں یکساں مفید کہ عورت مطلقہ ہونے کی مصیبت سے بچتی ہے۔ تو مرد مواخذہ بے انصافی سے۔ اسلام نے انتہائی حد چار ٹھیرادی ہے۔ وہ بشرط عدل عدل نہ ہو۔ نہ چار نہ تین نہ دو بس ایک۔ اس کو بھی اجازت نہیں۔ ایک اعتبار سے تکثیر کی ممانعت ہی سمجھو کیونکہ عدل کی شرط کو پورا کرنا۔ گو وہ عدل مستطاع ہی کیوں نہ ہو عقلاً نہیں عادۃً محال نہیں تو محال کے قریب ضرور ہے۔

عورت تو کچھ چیز ہی نہیں تھی۔ اسلام نے اس کو چیز بنایا۔ چیز بھی قدر و قیمت کی معزز بکار آمد اسلام کا عورتوں پر احسان ہے۔ کہ تکثیر کو محدود کر دیا ہے۔ اسلام کا فیصلہ بالکل صحیح فطرۃ کے موافق دونوں کے حقوق کی واجبی رعایت ملحوظ رکھی ہے"۔

(مولوی نذیر احمد دہلوی)

"مذہب اسلام نے تمام مذہبوں سے بڑھکر تعدد ازواج کو نہایت خوبی سے روکا ہے۔ اور صرف ایک ہی بیوی کو پسند کیا ہے۔ تعدد کو صرف ایک نہایت محدود خاص حالت میں جائز رکھا ہے۔ ہم کو کچھ شبہ نہیں ہے۔ کہ سچا سچے مذہب کا جو اس کی مرضی کے موافق ہو۔ جس نے مرد و عورت کا جوڑا پیدا کیا ضرور ایسا ہو گا کہ جو قانون قدرت کے تو برخلاف نہ ہو۔ اور حسن معاشرت میں کوئی نقصان نہ پیدا کرے اور وہ یہی ہو سکتا ہے۔ کہ عموماً کثرت ازدواج کی ممانعت اور صور نہایت خاص حالات مستثنیٰ میں اجازت ہو۔ اسلام نے اس اجازت کو نہایت محدود اور خاص حالت میں مخصوص کر دیا ہے"۔ (سر سید)

(۱۲)

"وقت واحد میں چار کی تحدید سے نسل بڑھانے کے ساتھ عورتوں کے حقوق کی رعایت بھی کما ینبغی ملحوظ ہے۔ ایک حمل کی حالت میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حمل ارضاع اور دوسرے عوارض ملا کر غالباً عورت کے چار برس ایسے گذرتے ہیں کہ اس عرصہ میں اس کو بالطبع توالد وتناسل کی غرض سے متمتع ہونے کی خواہش نہیں ہوتی اور صحیح رغبت کے بدون تمتع ازروئے طب سخت مضر ہے۔ پس عورت کی اپنی اور اس کی اولاد کی توانائی تندرستی اسی کی مقتضی ہے کہ وہ ان اوقات میں مرد کو مقاربت کا موقع نہ دے یہ بدون اس کے ممکن نہیں کہ مرد کے پاس متعدد عورتیں ہوں۔

عورتوں کی توانائی تندرستی کے لحاظ سے جا بک تک ان کا حق تمتع بھی محفوظ ہے اور تکثیر نسل کا مقصود بھی حاصل!!

(مولوی نذیر احمدؒ دہلوی)

"قدرت کی خلاف ورزی میں مائیں بیمار ہو جاتی ہیں۔ وہ بگڑ کر بخار استسقاء، گولہ اختناق الرحم کی بیماری نمودار ہو جاتی ہے۔ دوسرے بچہ کی صحت پہلے بچہ سے بھی زیادہ ناقص اور نکمی ثابت ہوتی ہے۔ مرد کو عیاشی، آتشک، سوزاک اسو عادی امراض کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور دین و دنیا میں وہ تباہ ہو جاتا ہے۔"

"کیا یہ بہتر و مناسب تر نہیں ہے کہ (ایک صحیح العقل اور صحیح الجسم) مسلم جس کو تین سال تک اپنی حاملہ اور مرضعہ بیوی کے پاس جانے سے روک دیا گیا ہے۔ اس امر کا مجاز ہو کہ دوسری بیوی کر سکتا ہو۔ اور ان ایام میں جذبہ فطرت کو (بطریق احسن) اس سے پورا کر سکے تاکہ اولاد بھی محفوظ رہے۔ بیوی بھی بیمار نہ ہو۔ اور اپنی صحت و عفت بھی قائم رکھ سکے۔"

(مولوی ابو الدر اسنہ)

(۳)

صحیح ضروریات میں تعدد ازدواج کسی طرح بھی مضر نہیں۔ "باہمی رضامندی سے فساد خریدنا ثابت کرتا ہے۔ کہ وہ آسائش زندگی کے لئے عیش و راحت کے زیادہ تر محتاج ہیں۔ باہمی مسابقت کا خوف خود قابلیت بڑھانے کا خاص سبب ہے۔ علاوہ آسائش مرد کے خود عورتوں کی شائستگی و ترقی کے لئے عمدہ ذریعہ ہے اگر عدل کے ماتحت ہر عورت کے لئے جداگانہ مکان اور سامان آسائش مہیا ہو سکے انتظام خورد و نوش سلیقہ خانہ داری کی رغبت بدکاری غیروں کی نظر بازی سے محافظت" کے گونہ گوں فوائد متصور ہیں۔

"اگر خواہشات نفسانی، دل جوئی، خاطر داری حسب مراد یکساں ہو۔ تو پھر جائز شکایت کی کوئی وجہ نہیں۔ جو شخص عدل نہیں کرتا وہ خود ہی ذمہ وار ہے نہ کہ شریعت

قانون کی متمردانہ خلاف ورزی اور خود غرضانہ بے ایمانی سے ہی فتنہ فساد ہوتا ہے۔"

(مولوی نذیر احمدؒ دہلوی)

(۴)

نتائج کے معیار سے دیکھو جہاں کثرت ازدواج قانوناً ناجائز ہے اخلاقی نقطہ نظر سے وہ کہیں بہتر ہیں ان سے جہاں ممانعت ہے اس کا آخری اور قدرتی نتیجہ یہی ہے۔ کہ مختلف دیگر صورتوں میں اس کو عمل میں لایا جائے۔ یورپ میں ہزاروں عورتیں بے کس اور بے رزق پھرتی ہیں۔ بدکاری کی مرتکب ہوتی ہیں۔ لاکھوں حرامی بچے دیئے جاتے ہیں۔ یا روزی کے متکفل اور وراثت سے محروم ہونے کے باعث بطور آوارہ گرد پھرتے ہیں اور حکومت کی عنایت سے بدقت تمام پرورش پاتے ہیں۔ ایک شخص کو جو کھے دن کھانا ضرور ملتا ہے یا جس کے کھانے کا کوئی مستقل انتظام ہی نہیں کون بہتر ہے؟

قابل غور یہ ہے کہ مہذب ملکوں میں مرد و عورت کے درمیان موجودہ تعلق کس طرح کا ہے اس میں شک نہیں کہ ایک مرد کا ایک عورت کے ساتھ سچا اور پاک تعلق ہونا بعض ملکوں میں بہتر سمجھا جاتا ہے۔ لیکن عملاً کسی ملک میں عملی طور پر رائج نہیں دیکھا جاتا۔ اسلام کثیر الازواجی کو روا رکھتا ہے عیسائی مذہب اس کو منع کرتا ہے۔ لیکن چشم پوشی کے ساتھ ظاہر میں ایک ہی عورت جیسے نکاح کرنے کا رواج ہے۔ لیکن حقیقتہً ایک سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنا اور بری الذمہ رہنا رائج ہے جب مرد بیزار ہو جاتا ہے۔ تو عورت نکال دی جاتی ہے اور وہ رفتہ رفتہ کسبی کا پیشہ اختیار کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔ چونکہ اس کے پہلے عاشق پر آئندہ کی کوئی ذمہ داری نہیں تھی۔ اور وہ عورت اس سے سو گنا بدتر ہے جس کو کثیر الازواج مکان میں پناہ ملتی ہے۔ جب ہم رات کے وقت مغربی شہروں کی سڑکوں پر ہزاروں مصیبت زدہ عورتوں کو ادھر ادھر کھڑی دیکھتے ہیں۔ تو یہ ضرور حس کرتے ہیں کہ مغربی لوگوں کا منہ نہیں ہے کہ اسلام کو کثیر الازواجی کے لئے قصوروار ٹھیرائیں۔ عورتوں کے لئے یہ زیادہ مناسب اور زیادہ خوشی و عزت دینے والی ہے کہ کثیر الازواج مکانوں میں اپنے خاوند کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ اور جائز لڑکوں سے اپنی گودوں کو بھریں بہ نسبت اس کے کہ کسی مرد کے فریب میں آ کر زن بازاری بنیں۔ حرامی لڑکوں کو لئے ماری ماری پھریں نہ کوئی خبر گیر ہو۔ نہ کوئی پناہ دینے والا ہر رات راہی ہوس کی شکار بنیں۔ ماں ہونے کے ناقابل ہوتی جائیں۔ اور خلق خدا ان سے نفرت کرے۔

یہ سوسائٹی کے لئے فائدہ مند ہے کہ ایک ہی عورت سے شادی کرنا نمونہ ہو۔ عوام اس کو حق سمجھیں اور عیاشوں کے دل پر اس کا اثر ہو۔ اور وہ پاک بنیں لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا ہے۔ کہ ایک ہی عورت سے شادی کرنے کا رواج وہاں عمل میں ہے۔ جہاں ایک بیوی جائز ہو۔ اور پوشیدہ کئی ناجائز۔ سوسائٹی کی نظر میں مشرق کی تسلیم شدہ کثیر الازدواجی کے درجہ نہیں پا سکتی اور مشرق میں کی عورتوں کی عزت اور راحت مغربی عورتوں سے زیادہ محفوظ ہے۔"

(مسز اینی بسنٹ)

پس اخلاقی نقطہ نظر سے انصاف سے غور کرنے کے بعد خود فیصلہ کر لو اس امر خاص میں فرانس بہتر ہے یا عرب۔ انگلستان فائق ہے یا

شذرات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوامی ستیہ دیو کیا فرماتے ہیں

دہلی کا ہی ایک مولوی چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ تقسیم کرکے آریوں سے سناتنیوں کو بھڑکاتا ہے۔ لیکن دیکھو سناتن دہرمیو! اگر تم اس کے بہکانے میں آ گئے تو اپنی ہستی کو خطرہ میں ڈال دوگے۔ اب شدھی اور سنگھٹن کے بغیر ہندو قوم زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس لئے تمام کاموں کو پیچھے ڈال کر پہلے سنگھٹن اور شدھی کرنی چاہیئے ہمارے سامنے صرف اچھوتوں کے اودہار کا سوال ہی نہیں ہے بلکہ ان کے علاوہ چھ کروڑ مسلمانوں کے ادہار کا سوال بھی ہے۔ اب شدہی سے نفرت کرنا چھوڑ دو اور تن من دہن سے سب ملکر شدھی کا کام کرو۔

ستیہ دیو کے دوسرے بھائی کیا چہرتے ہیں

راجکمار امیٹھی نے اپنی تقریر میں کہا کہ:- بلا شدھی کے ہندو مسلم ایکتا اتحاد مشکل ہے۔ جس وقت سب مسلمان شدہ ہوکر ہندو ہو جائیں گے۔ تو سب ہندو ہی ہندو نظر آئیں گے دنالیان! پھر دنیا کی کوئی طاقت بھی اس کو آزادی سے نہیں روک سکتی ہے۔ اگر شدہی کے لئے ہم کو بڑی سے بڑی مصیبت اٹھانی پڑے تب بھی اس اندولن کو آگے بڑہانا چاہیئے۔ ہمارے مہا پرشوں نے دہرم کے لئے سب کچھ قربان کر دیا ہے رشی دیانند نے زہر پیا اور پنڈت لیکھرام جی چہرے سے قتل کئے گئے۔" (تیج)

اب چمار آریوں کے بھائی بنگئے

اب زمانہ کی نیرنگی دیکھیئے۔ کہ وہی چمار اور چنڈال جن کے سایہ سے آریوں کے بزرگ بھاگ نکلتے تھے۔ آریہ سماج میں دہڑا دہڑ بھرتی کئے جارہے ہیں۔ اور اگر بھرتی کی یہی رفتار جاری رہی تو یہ تمیز کرنا مشکل ہو جائے گا۔ کہ آریہ سماج آریہ سماج ہے یا چمار سماج۔ اب انہیں چماروں کو یہ دم دلاسا دیا جاتا ہے۔ کہ دراصل تم آریہ ہو چنانچہ پنڈت بنواری لال جی بی۔ اے پریذیڈنٹ دیانند دلت ادہار منڈل گورودت بھون لاہور فرماتے ہیں:-

"یہ لوگ (چمار) اچھوت سمجھے جاتے ہیں سناتنی ہندو لوگ ان سے چھوکر اشنان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کیوں اور کب سے؟

اس کا تاریخ سے پتہ نہیں چلتا۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ چماروں میں مختلف نسلوں اور گوتروں کے نشانات پائے جاتے ہیں۔ شکل و شباہت سے یہ تمام لوگ آریہ نسل سے ہیں"! (پرکاش ۲۱ مارچ ۲۶ء)

سکھوں کی شرومنی کمیٹی میں پھوٹ

شرومنی گوردوارہ پربندہک کمیٹی کی دس بارہ ممبران کے مطالبہ پر جن میں سے زیادہ تر نئی اکالی پارٹی کے تھے۔ شرومنی کمیٹی کا جنرل اجلاس ۲۰ مارچ کو اکال تخت امرتسر میں سردار کرتار سنگھہ دیوانہ کی صدارت میں ہوا۔ سردار بہادر مہتاب سنگھہ جی نے کمیٹی کے صدارت سے اپنا استعفے پیش کیا۔ مگر ان کی پارٹی کا بیان ہے۔ کہ اکالی پارٹی نے اس پر بحث کرنے کی اجازت نہ دی۔ اور نہ ہی نئے صدر کا انتخاب ہونے دیا۔ انہوں نے اجلاس میں بہت شور و غل مچایا اور صدر کی بے عزتی بھی کی۔ اس پر صدر جلسہ نے یہ اعلان کرکے اجلاس ملتوی کر دیا کہ

چونکہ آج کے جنرل اجلاس میں ان اصحاب کی طرف سے جو اپنی آپ کو اکالی پارٹی کے ممبر کہتے ہیں شور ڈالنے کی متواتر کوشش کی جاتی رہی ہے اور صدر نے خاموش کرانے کی نہایت کوشش کی۔ مگر اس کی قطعاً پرواہ نہ کی گئی۔ اور صدر کی بارہا بے عزتی کی گئی ہے۔ اس لئے جنرل کمیٹی کا اجلاس بلا تاریخ ملتوی کیا جاتا ہے۔

سردار تیجا سنگھہ ایم۔ اے اور بابا گوروت سنگھہ وغیرہ کی ملاپ کمیٹی نے سمجھوتہ کی بہت کوشش کی۔ مگر ان کو کچھ بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ اکالی پارٹی کا بیان ہے۔ کہ موجودہ صدر کا رویہ نہایت نامناسب تھا۔ اور کہ نہ ہی وہ سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور نہ ہی شرومنی کمیٹی کا انتخاب کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے اکالی پارٹی کے تمام ممبران نے بطور اظہار ناراضگی شرومنی کمیٹی کی ممبریوں سے استعفے دیدینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

پنڈت دہرم بھکشو اور نیوگ

اخبار اہلحدیث کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ آریہ مسافر دہلی کے ایڈیٹر پنڈت دہرم بھکشو اس (نیوگ) کی حمایت میں سر سے پیر تک کا زور لگا یا اور لگا رہے ہیں۔ ان کا کوئی پرچہ ایسا نہ ہوگا۔ جس میں نیوگ کے متعلق مہاشہ جی کی تحریر نہ ہو۔ مگر آج تک ہمیں یہ نہ معلوم ہو سکا۔ کہ مہاشہ جی اس کے عامل ہیں۔ یا صرف زبانی جمع خرچ سے کام لیتے ہیں

(اہلحدیث ۲۶ فروری ۲۶ء)

اس پر اخبار پیغام صلح (۱۷ مارچ) لکھتا ہے۔

چونکہ نامہ نگار صاحب اس بات کے معلوم کرنے کے متمنی معلوم ہوتے ہیں۔ کہ آیا پنڈت دہرم نیوگ کے عامل ہیں یا نہیں؟ اس لئے ہم ان کو بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ یہ بات تو ہمیں بھی تحقیق معلوم نہیں کہ آیا پنڈت صاحب نیوگ کے عامل ہیں یا نہیں۔ ہاں ہم اتنا جانتے ہیں کہ ۱۹۲۴ء میں قصبہ بھون ضلع کانگڑہ میں مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی کے ساتھ پنڈت صاحب کا ایک مناظرہ مسئلہ نیوگ پر ہوا تھا۔ جس میں ایک سوال کے جواب میں پنڈت صاحب نے فرمایا تھا۔ کہ "ہاں میں نے ایک نیوگ کروایا ہے"! ہمیں تو اس قدر معلوم ہے۔ اگر نامہ نگار صاحب کو ان الفاظ کی مزید تشریح کی ضرورت ہو تو پنڈت صاحب سے خط و کتابت کریں۔

کیا پنڈت دہرم بھکشو صاحب اس معاملہ پر مزید روشنی ڈال سکتے ہیں۔

ضروری اطلاع

[illegible]

منیجر نور قادیان

دلچسپ معلومات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسان کی جگہ آلہ جواب دیتا ہے

ٹیلیفون میں ایک اصلاح ہوئی ہے جس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ اگر مکان میں کوئی آدمی نہ ہو تو ٹیلیفون پر جواب کون دے اور جو کچھ دوسری طرف سے کہا جائے۔ اسے کون سنے۔ ییل یونیورسٹی میں ایک شخص نے ایک آلہ ایجاد کیا ہے۔ جسے گھر سے باہر جاتی وقت ٹیلیفون سے لگا دیا جاتا ہے۔ اگر مالک کی غیر حاضری میں پیغام آئے۔ تو آلہ جواب دیتا ہے۔ کہ مالک گھر میں موجود نہیں۔ جو کچھ کہنا ہے فرمائیے۔ کلام کرنے والا پیغام دیتا ہے۔ مالک کے آنے پر آلہ وہ پیغام اسے سنا دیتا ہے۔

بادلوں میں پہنچکر شادی

یہ موجودہ زمانہ کا کرشمہ ہے۔ کہ بادلوں میں پہنچکر لوگ شادی کرتے ہیں۔ ہوائی جہاز میں انکی رسوم ادا کی جاتی ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں کلکتہ میں دولہا دلہن اور ایک درجن براتی ہوائی جہاز میں سوار ہو کر ۶ ہزار فٹ کی بلندی پر گئے۔ اور وہاں ان کی شادی کی رسم ادا کی گئی۔

جام جہان نما

میکسیکو (امریکہ) میں ناگ پھنی کی قسم کا عجیب وغریب پودا ہوتا ہے۔ جس کے متعلق ایک فرانسیسی کیمسٹ و ڈاکٹر روحی عرصہ سے تجربات کر رہے تھے۔ اس پودے کا نام "پیوٹی" ہے جہاں اس پودے کے عرق کا ایک جام چڑھایا۔ اور آنکھیں بند کیں۔ تو فوراً تمام اسرار خفی وجلی منکشف ہو جاتے ہیں، جس میں جام پینے والے کی آنکھوں کے آگے مختلف قسم کی صورتیں۔ جانور۔ درخت، پھول بوٹے اور دیگر مناظر قدرت اس قدر تیزی کے ساتھ گذرتے ہیں جیسے کہ متحرک تصاویر کے تماشہ ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ زیر اثر شخص غیب داں بھی ہو جاتا ہے۔

مشین سے علاج بدخوابی

چلیشار میں ایک نوجوان موجد نے چار سال کی محنت کے بعد ایک کل ایجاد کی ہے۔ بدخوابی کا مریض اسے اپنے سرہانے رکھ لیتا ہے اور اس کے بٹن کو دباتا ہے تو مشین سے ۱۲ مختلف رنگوں کی شعاعیں نمودار ہوتی ہیں۔ شعاعوں کا اثر آنکھ کے اول پردہ پر اور اس کے نظام عصبی پر پڑتا ہے۔ اور مریض کو چند ہی منٹ کے اندر نیند آجاتی ہے۔

تیز خوشبوؤں میں نشہ

جرمنی میں ایک ڈاکٹر نے تجربات کے ذریعہ رائے قایم کی ہے۔ کہ تیز خوشبوؤں میں نشہ ہوتا ہے جن میں سے کسی کا اثر جلد اور کسی کا بدیر ہوتا ہے۔ مگر یکساں۔ اس نے مینڈکوں کو شیشہ میں بند کر کے اور باری باری سے خوشبوؤں میں اسفنج بھگو کر ان کے پاس رکھ دیا۔ مینڈک متاثر ہو کر کوئی دو منٹ پھدکتے رہے۔ پھر ناگاہ زمین پر گرنے لگے۔ پھر ان کی آنکھیں بند ہو گئیں اور نشہ طاری ہو گیا۔

پانی کا درخت

جزیرہ کیرولائن میں ایک درخت ہوتا ہے جس کے پتے بہت لمبے ہوتے ہیں۔ اور زمین کی جانب جھکے رہتے ہیں۔ سورج کے غروب ہونے کے بعد ان پتوں کی نوکوں سے پانی ٹپکنا شروع ہوتا ہے۔ لوگ اس کے گرد گڑھے کھودتے ہیں۔ جو صبح تک بھر جاتے ہیں۔ یہ پانی نہایت مزیدار اور میٹھا ہوتا ہے۔

آدم خور درخت

یہ عجیب اور خوفناک درخت جس کا نام وی جینیا ہے۔ جزیرہ مڈغاسکر میں ہوتا ہے۔ اور یہاں کے لوگ اسے دیوتا سمجھکر پوجتے ہیں اس پر "کنواری" لڑکیاں بھینٹ چڑھائی جاتی ہیں جن کو وہ درخت زندہ نگل جاتا ہے۔

سینگوں والے آدمی

حال ہی میں دریافت ہوا ہے۔ کہ چین کے جنوبی حصہ میں ایسے انسان پائے جاتے ہیں۔ جن کا منہ کتے کے مانند ہوتا ہے۔ جسم پر بھیڑوں کی طرح بال اور سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ درختوں پر بسر کرتے ہیں۔

ایک کروڑ ۶۰ لاکھ قارون

برطانیہ اعظم میں اسوقت بے شمار دولت ہے اس سے قبل اس ملک میں کبھی اتنی زیادہ دولت نہ تھی۔ اس وقت وہاں ایک کروڑ ،، لاکھ سرمایہ دار ہیں۔ جن کا سرمایہ ۲۰ ارب پونڈ سے کم نہیں۔ جس میں سے ۲ ارب ۵۰ کروڑ ڈاک خانہ میں ۲ ارب ۳۲ کروڑ بنکوں میں۔ ۴ ارب ۷ کروڑ بیمہ کمپنیوں میں۔ ایک ارب چالیس کروڑ عمارات کی سوسائٹیوں میں۔ ۱۰ ارب ۵۰ کروڑ سرکاری بنکوں میں۔ اور تین ارب دیگر منظور شدہ سوسائٹیوں میں جمع ہیں۔

ریل گاڑیوں میں جدید سہولتیں

امریکہ میں اب ریل گاڑیوں میں تالابوں اور ورزش خانوں کا انتظام ہو رہا ہے۔ غسل کرنے کے فوارے لگائے جا رہے ہیں درزی رکھے جا رہے ہیں۔ جو مسافروں کے لباس میں درستی کریں گے۔ عورتوں کے لئے سنگار دان ہوں گے لکھنے کے لئے میز ٹیلیفون اور کتب خانہ بھی

منی آرڈر کے فارموں کی ترسیل

حضرات! یہ صاف ظاہر ہے کہ دعوۃ تبلیغ کی اعانت کے بند ہو جانے سے نور کا جاری رہنا بہت مشکل ہے۔ لہذا اس پرچہ کے ساتھ منی آرڈر کا ایک ایک فارم ہر ایک دوست کے نام ارسال ہے اس مشکل وقت میں یا تو ہر ایک دوست کم از کم ایک نیا خریدار پیدا کرے۔ اور جو دوست ایسا نہیں کر سکتے وہ کم از کم ایک روپیہ اس نازک وقت میں بطور اعانت دفتر نور میں بھیجدیں۔ اور اسی غرض کے لیے یہ فارم ارسال ہیں۔ اس روپیہ سے سکھوں کے نام پرچے جاری کیے جائیں گے۔ اگر دوست اس مرتبہ بھی خاموشی سے کام لیں گے تو اس کا جو نتیجہ ہو سکتا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ تبلیغ کے لئے ہماری قوم کی رگ حمیت اظہر من الشمس ہے جب ہمارا تبلیغی اضطراب ولایت میں بھی علم بلند کئے بغیر نہ رہ سکا۔ تو دریں صورت گھر میں سکھوں جیسی دلاور

ہندو مہاسبھا کی تقریروں کے نمونے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھارتیہ شدھی سبھا کے ہندو مہاسبھا کے اجلاس" کے بڑے بڑے رہنماؤں کی تقریریں مختصراً درج کی جاتی ہیں۔ کیا ان تقریروں پڑھکر بھی مسلمانوں کی آنکھیں نہیں کھلیں گی۔

سوامی ستیہ دیو جی کی تقریر

ہندوستان میں اڑتالیس سال ہوئے۔ اس دیش کی حالت کو سدھارنے کے لئے کانگریس کا جنم ہوا تھا۔ ان ۴۸ سال کے اندر ہندو لیڈروں نے کوشش کی۔ کہ مسلمانوں اور عیسائیوں سے ملکر سوراجیہ حاصل کیا جائے۔ لیکن آج مسلمان کہتے ہیں کہ کانگریس تو ہندوؤں کی ہے۔ ہیں نے نیشنلزم (قوم پرستی) ہی کو ایک دھرم مانا ہے ۱۹۱۶ء کی لکھنؤ کی کانگریس میں مسلمانوں کی خوشنودی کے لئے جو کچھ مسلمانوں نے کہا۔ وہ انہوں نے کیا۔ ترک موالات کے وقت مہاتما جی کا طرز بھی ایسا ہی تھا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اس لئے آج ہمیں غور کرنا ہے۔ کہ ہندوستان کے سوراجیہ کے لئے ہمیں کیا کرنا ضروری ہے۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ آج کل جس طرح قومیت کو ختم دیا جا رہا تھا۔ وہ غلط ہے۔ ہندوستان کے ہندو یہ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اگر بھارت میں سوراجیہ ہو سکتا ہے تو ہندو تہذیب کے ذریعے ہو سکتا ہے۔

ہندوستان کی چپہ چپہ زمین بتلاتی ہے کہ ہندوستان ہندو تہذیب کا گھر ہے۔ کانگریس کے بڑے بڑے لیڈر کہتے ہیں۔ کہ ہندو تو مر گئے ہیں۔ اس لئے اگر ہم کو مسلمان یا عیسائی ہو کر سوراجیہ ملجائے تو کیا حرج ہے۔ ہندو تہذیب ہرگز ختم نہیں ہوئی۔ ہندو سنگھٹن اس لئے کیا جا رہا ہے۔ اس دیش کی پراچین تہذیب کے مالک ہندو ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ کیا مسلمان ہندوستان سے نکل جائیں۔ لیکن میں اس کو نہیں مانتا ہوں۔ گنگا کی دھار میں گندی وغیرہ ندیاں مل جائیں گی۔ لیکن پھر دھارا گنگا جی کی رہے گی۔ میں مسلمانوں سے کہتا ہوں کہ تم مسجدوں میں جا کر خدا کا نام لو کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ جھگڑا تہذیب کا ہے نہ کہ مذہب کا۔ ہندو تہذیب کو نقصان پہنچا کر مسلمان سوراجیہ کے دعویدار نہیں ہو سکتے ہیں۔ آج مسلمان کہتے ہیں کہ ہماری مسجدوں کے سامنے سے جلوس نہ نکالو۔ میں کانگریس والوں سے کہتا ہوں۔ کہ اگر تم نے چالیس سال سے شہری حقوق لوگوں کو سمجھایا ہوتا۔ تو آج یہ شرمناک حالت نہ ہوتی! اگر کوئی سمجھتا ہے۔ کہ جلوس کی وجہ سے ہماری نماز میں خلل پڑتا ہے۔ تو ان کو چاہیئے کہ اپنی **مسجدیں شہر کے باہر جا کر بنا لیں۔** ہم نے غلطی کی کہ مولوی اور ملانوں کو پولیٹکل کاموں میں ملا کر ستیاناس کر دیا۔ بھارت ورش کی قومی زبان سنسکرت ہے۔ میں عربی و فارسی بھارت ورش سے باہر کر دینا چاہتا ہوں۔ مسلمان کہتے ہیں۔ کہ ستیہ دیو کیا تو ہم کو ہندو بنانا چاہتا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ نہیں بلکہ بھارتیہ بنانا چاہتا ہوں۔ کیا نیوٹن کی ہسٹری پڑھنے سے تم انگریز بن جاتے ہو۔ پھر بالمیکی رامائن اور مہابھارت کیوں نہیں پڑھتے۔ **ہندو سنگھٹن کا مقصد کانگریس کو راستہ دکھلانا ہے۔** میں ہندوؤں سے کہتا ہوں۔ کہ تم کیوں ڈرتے ہو۔ اور اپنا مقابلہ مسلمانوں سے کرو۔ تمہارے میں گاندھی تلک پیدا ہوئے۔ مسلمان بیچارے کیا کر سکتے ہیں (پرچی دیگئی سوامی جی نے پڑھنے سے انکار کر دیا) ہندوؤ تم سمجھو کہ ہم ہندوستان کے مالک ہیں۔ ہندو سنگھٹن ہندوؤں کی سوئی ہوئی حالت کے جگانے کے لئے ہے۔ آریہ سماجی اور سناتن دھرمی آپس میں مت لڑو لوگ بھکاتے ہیں۔ اور سماجیوں اور سناتنیوں کو لڑانا چاہتے ہیں۔ پھر یہ سماجی ہندو سنگھٹن کے پورے حامی ہیں (تالیاں) اور وہ اس تحریک میں سب سے آگے حصہ لینا چاہتے ہیں اگر ہندو تہذیب کو چھوڑ کر تم سوراجیہ لینا چاہتے ہو تو میں دیش چھوڑ دونگا۔

(گھنٹی بجائی گئی) (آوازیں آنے لگیں کہ کہئے کہئے) تمام اپ ورنوں کو مٹا کر چار ورن قائم کرو اور تمام اختلاف کو مٹا دو۔ کل مجھکو وقت نہیں دیا گیا۔ کیونکہ کانگریس میں بھی ہم لوگ اکسٹرمیسٹ تھے۔ اور اب میں ہندو سبھا میں اکسٹرمیسٹ ہوں۔ سوراجیہ ہم کو تبھی ملے گا جب ہم ہندو تہذیب کے لئے قربان ہوں گے۔ آپ اپنی آپ کو کمزور مت سمجھو۔ ہم مرنے والے نہیں۔ بلکہ مارنے والے ہیں۔

بھائی پرمانند جی کی تقریر

تالیوں کی گونج کے درمیان بھائی جی نے فرمایا۔ سوامی ستیہ دیو جی میرے ساتھی ہیں۔ اور میں ان کے ساتھ بالکل متفق ہوں۔ اور کام کرنے کو تیار ہوں۔

اس وقت **ہندو سنگھٹن کا کام کانگریس کے خلاف بغاوت معلوم ہوتی ہے۔** اب کانگریس کا ہندوؤں کا قبضہ تھا۔ کونسلوں کے سوال پر ہندو سماج میں دو پارٹیاں ہو گئیں۔ اور اوبشش یہ ہے کہ آپس میں جھگڑا نہ ہو۔ جو لوگ ہندو سبھا کے مخالف تھے۔ وہ بھی ڈیلیگیٹ بنے۔ اور کوشش کر رہے ہیں کہ یہ ریزولیوشن پاس نہ ہو۔ لیکن یہ کوشش ان کی ایماندارانہ نہیں ہے۔ جو ابھی تک ہندو سنگھٹن کی مخالفت کرتے رہے ہیں۔ ان کا اس جگہ آنا اور ریزولیوشن پر بولنا کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے۔

اب کانگریس مہاتما گاندھی کی نہیں ہے۔ بلکہ کچھ اور ہے۔ کانگریس ۴۸ سال سے کام کر رہی ہے۔ اور ہندو مسلم اتحاد کی کوشش کر رہی ہے۔ (بھائی جی کو پھر روکا گیا اور کہا گیا کہ سنگھٹن پر بولیئے) بھائی جی نے کہا کہ پنجاب میں مسلمانوں کی تعلیم کو ترقی دینے کی کوشش

ی گئی۔ لکھنو کانگرس میں ہم نے سمجھوتہ کر کے پھر مان لیا کہ فرقہ وارانہ نیابت ہونی چاہیئے۔ مسلم لیگ کے ساتھ سمجھوتہ میں فیصلہ ہوا (مالوی جی نے فرمایا۔ کہ یہاں عام طور پر مسلمانوں پر الزام دینے سے کوئی ہندو جاتی کی بھلائی نہیں ہوگی) بھائی جی نے کہا۔ کہ اب ہندوؤں کو سوچنا ہوگا۔ کہ ہندو اپنے حقوق کانگرس کو سپرد کر سکتے ہیں یا نہیں۔ آسام، بہار، اور سندھ میں مسلمان ممبروں کی طرف سے کیا کوشش ہو رہی ہے۔ ایک پارٹی سرکار کی اور دوسری مسلمان اور تیسری ہندوؤں کی۔ اگر کانگرس یہ ڈیکلریشن دیدے۔ کہ جہاں پر ضرورت ہوگی۔ وہ ہندو مفاد کے لئے کوشش کرے گی۔ تو کافی ہے لیکن کوہاٹ کے واقعات دیکھکر ہم کہتے ہیں۔ کہ ہم سرحد میں ریفارم نہیں لینا چاہتے۔ بلکہ اگر ایسا ریفارم پنجاب میں بھی ہو۔ تو اس کو بھی ہم لینا نہیں چاہتے۔ مسلمان مسلمانوں کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہیں۔ لیکن ہندو ہندوؤں کے مفاد کو نظرانداز کر جاتے ہیں۔ بنگال کے سوراجی مسلمان کوشش کر رہے ہیں۔ کہ جس قدر انکو دیا گیا ہے۔ اسکو بڑھا دیا جائے۔ لیکن ہندو ممبر ہٹ جاتے ہیں۔ اگر بنگال میں اس قدر مسلمانوں کی نمائندگی ہو جائے گی۔ تو بنگال میں پنجاب جیسی حالت ہو جائیگی۔

لالہ لاجپت رائے جی کی تقریر

بہا پنی بھاشہ اور مترو! مجھکو افسوس ہے کہ جن الفاظ میں دونوں مقررین نے بیان کیا ہے۔ میں اس سے متفق نہیں ہوں۔ میرا تجربہ بھی ان سے کم نہیں۔ لیکن وہ ہندو تہذیب کے نام سے ایسی باتیں کرتے ہیں۔ کہ جو مناسب نہیں ہیں۔ اس سے ہندو سنگھٹن مصیبت میں پھنس جائیگا ہندو سبھا کا ایک مقصد یہ بھی ہے۔ کہ وہ کسی جماعت کے خلاف اعتراض نہیں کریگا۔ لیکن اس وقت کانگرس پر کھلا اعتراض کیا گیا ہے۔ ہندو سبھا کے اصول کے بالکل خلاف ہے۔ جو سوسائٹی چالیس سال سے کام کر رہی ہو۔ اور جس کو دیش کے بڑے بڑے لیڈروں نے چلایا ان کے خلاف الفاظ استعمال کرنا مناسب نہیں ہے"

مجھے بھی کانگرس میں ہر بات سے اتفاق نہیں ہے۔ لیکن ہمارا یہ فرض نہیں ہے۔ کہ ہندو سبھا کو کانگرس کے خلاف استعمال کیا جائے۔ یوجیہ مالوی جی کا بھی یہی مت ہے۔ کہ بجائے کانگرس سے الگ ہونے کے۔ اس کے اندر جا کر کام کرنا چاہیئے۔

اگر ہندو سبھا پولٹیکس میں زیادہ دخل دے گی تو وہ چکنا چور ہو جائے گی۔ اس میں کانگرس کی ہر پارٹی کے ممبر شامل ہیں۔

یاد رکھو اگر حقیقت میں ہندو جاتی کو محفوظ کرنا ہے تو جو طریقہ بتلایا جاتا ہے۔ وہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک جماعت ایسی تیار کرنی چاہیئے۔ کہ جو جگہ بجگہ پرچار کرے۔

مسلمانوں کے متعلق بہت کچھ کہا گیا جو نہیں کہنا چاہیئے تھا۔ ہم کو یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ (ہزاروں) سوامی شنیہ دیو اور بھائی پرمانند پیدا ہو جائیں۔ تو نہ مسلمانوں کو یہاں سے نکال سکتے ہیں۔ اور نہ ہی ان کے حقوق کو غصب کر سکتے ہیں۔

کیا سات کروڑ مسلمان تمہاری گنگا میں شامل ہو جائیں گے۔ آگ لگا دینا آسان ہے لیکن اس کا بجھانا اور قوم کی حفاظت بہت مشکل ہے۔ (ہیر ہیرا مت حملہ کرو کسی مذہب پر یا کسی مذہبی سوسائٹی پر۔ اگر تم کہدو گے کہ ہم شو کا مندر مکہ میں جا کر بنا دیں گے۔ تو کیا بن جائیگا؟ یہ لن ترانیاں ہیں جن سے ہندو بڑے نہیں ہو سکتے ہمارے بزرگوں کا قول ہے کہ اپنی حفاظت کرو اور دوسروں پر ظلم نہ کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو گر جاؤ گے یہ وقت بڑا نازک ہے۔ ایک بے سمجھی کا کلمہ نکلا ہوا ممکن ہے۔ کہ ہم کو پچاس سال پیچھے ڈالدے۔

مکان کے لئے باموقع زمین

دار الضعفا کے جانب شمال آبادی شہر سے متصل باموقع سفید زمین فروخت ہو رہی ہے۔ خواہشمند احباب جلد درخواست کریں پہلی درخواست کو ترجیح رہے گی

معرفت منیجر نور قادیان ضلع گورداسپور

سوامی رام اور بنارسی سے میری گفتگو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(از مولوی عنایت اللہ صاحب عربک ٹیچر جاملپور)

سوامی موصوف نے فرمایا کہ سوامی دیانند صاحب سے وہ منتر یا شلوک جو ستیارتھ پرکاش میں درج ہوئے ہیں۔ جن کی عبارت اصل کتب میں نہیں ملتی۔ اس سے ہم سوامی جی کو جھوٹا نہیں کہہ سکتے۔ ہاں ہم کہیں گے کہ ان سے چوک ہو گئی۔ ہم ان کو نبی نہیں مانتے۔ جس کا ہر قول و فعل ہمارے لئے حجت ہو۔ وہ ایک انسان تھے اور انسان سے غلطی کا ہونا انسانی خاصہ ہے۔ ہاں اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ بعض ان حوالوں میں سے ایسی بھی ہیں جن کا مفہوم سمجھانا سوامی جی کا مقصود تھا۔ نہ اصل۔ اور مفہوم بتانے میں الفاظ کو نقل نہیں کیا جاتا۔ ایکبار جو ستیارتھ پرکاش چھپی ہے۔ وہ بالکل صحیح اور اس میں جو جو حوالہ جات درج کئے گئے ہیں۔ اصل کے بالکل مطابق درج کئے گئے ہیں۔ اگلے اڈیشنوں میں جو جو خامی رہ گئی ہے۔ اس میں اس کا ازالہ کر دیا گیا ہے بہتر ہے یہ اڈیشن پڑھا جائے (گویا پہلی اڈیشنیں غیر مشتہر ہیں)

آریوں کا بے اصولاپن

جبکہ وہ اپنے ریفارمر سوامی دیانند جی کی کتاب موقعہ آنے پر چھوڑ دینے کو تیار ہیں۔ اور ان کا قول و فعل آریوں کے لئے حجت نہیں۔ آج تک کچھ ہی عرصہ پہلے سنا کرتے تھے۔ کہ دیانند جی کا قول و فعل آریوں کے لئے حجت ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

انشاء اللہ ایک دن ایسا ضرور آنے والا ہے۔ اور جلد آنیوالا ہے۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوگی۔ اور آریوں کو سوامی دیانند جی کی تمام تعلیم چھوڑنی پڑے گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوامی رام ادار ضا صاحب کے اسلام پر بعض اعتراضات اور ان کے مختصر جواب

مذہب میں الفت س۔ مذہب الفت و محبت سے پھیلتا ہے نہ کہ تعلّی اور جبر سے اپنا حکم منواتا ہے کیونکہ تو کل اس کے حکم رفع ہونے پر اس کو خود ہی جبر کا شکار ہونا پڑے گا۔ مثلاً اگر آج کابل میں مولوی نعمت اللہ خان کو سنگسار کیا گیا ہے تو کل احمدیوں کی سلطنت ہونے پر وہ سنگسار ہونا چاہئے یا حنفیوں کی سلطنت ہونے پر ابن سعود اور ظفر علی خان؟

اسلامی الفت اور قتل مرتد ج۔ اسلام جبر ہرگز ہرگز جائز قرار نہیں دیتا۔ اسلام اپنے نام کی آپ تشریح کر رہا ہے۔ لا اکراہ فی الدین قرآن کریم کی آیت اور اصول اسلام ہے۔ جبکہ انسانیت کے لئے پہلا کسی کو دکھ نہ دینا ہے۔ تو مسلم کا درجہ اس سے بہت بلند ہے اسلام کی تمام مدافعانہ جنگیں ہیں یعنی رسول کریم اور خلفاء اربعہ کی۔ اور باقی بادشاہوں کی جنگیں ہمارے لئے حجت نہیں ہیں۔ اسلام میں جبر کہاں تک جائز ہے اس کے متعلق ہمارے ہاں قادیان سے قتل مرتد ایک کتاب اردو میں چھپ چکی ہے۔ بہتر ہو کہ اس کا مطالعہ کیا جاوے۔

قتل لیکھرام ایک دوسرے آریہ نے سوال کیا کہ لیکھرام کے قتل کو آپ کیسا خیال کرتے ہیں؟

ج۔ ان کے قتل کو ہم دو نظروں سے دیکھتے ہیں اوّل اس وجہ سے کہ خدا کی بات پوری ہوئی (پیشگوئی) اور دوسرے یہ کہ ایک انسان کی سخت بے رحمی سے جان لی گئی۔ یہ دونوں باتیں ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہیں۔ کاش وہ سوچیں اور سمجھیں کہ اس اعلیٰ درجہ کی صفائی کے ساتھ کئی برس پہلے خبر دینا یہ انسان کا کام نہیں۔ ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے۔ درد بھی ہے اور تقویت ایمان بھی"۔

مظالم اورنگ زیب رح س۔ اورنگ زیب اگر اپنی سلطنت کے زمانہ میں اکبر کی چال چلتا تو بہت اچھا ہوتا بادشاہ اور رعایا کے لئے بہت مفید ہوتا۔ آج جو ہندو مسلمانوں میں جھگڑے ہو رہے ہیں۔ نہ ہوتے اس نے مندروں کو گروایا۔ ہندوؤں کی ہزاروں دیگر رسومات کو اڑایا دیگر اس نے جو مظالم کئے ان سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ ظلم اسلام کی ہی تعلیم ہوگی۔

ج۔ یہ بات ظاہر ہے کہ اکبر نے دین الٰہی کی بنیاد ڈالی اپنی وسعت سلطنت کی غرض سے دین اسلام کو بگاڑا۔ بگڑے ہوئے اسلام کو اورنگ زیب رح نے درست کیا۔ ہندوؤں کی جو رسومات مسلمانوں میں آگئی تھیں اڑایا۔ مختلف علماء اٹھائے کہ اصل مسائل کو حشو و زوائد سے علیحدہ کر کے ایک جا کریں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا علماء کی مجلس نے کتابیں تصنیف کیں۔ فتاویٰ عالمگیری انہیں میں سے ایک ہے۔ اس نے ہندوانہ عقائد و رسوم سے مسلمانی عقاید و رسوم سے علیحدہ کیا۔ اور جو جو خامیاں نظر آئیں۔ ان کی اصلاح کی۔ جو اب ہندوؤں کو مظالم نظر آ رہے ہیں۔ وہ ایک عالم اور دیندار بادشاہ تھا۔ اور رائے صائب کا مالک قوت ارادی اور قوت فیصلہ ہر دو پر قابو رکھتا تھا۔ اکبر کی طرح صرف دوسرے لوگوں کے اشاروں سے سلطنت کرنے والا نہ تھا۔ اس کو اکبر کی زیادتیوں نے مجبور کیا کہ دین میں اصلاح کر کے مصلح وقت بنے۔ مصلح دین بنے۔ اور دوسرے الفاظ میں مجدد دین کہلائے۔ مندر وغیرہ گرانے کا خیال ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے کا بہانہ ہے۔ جس میں ہندو صاحبان بہت ماہر ہیں۔ جسونت سنگھ نے سیوا جی نے کیسے کیسے دھوکہ دیئے اور غداریاں کیں۔ تاریخ شاہد ہے۔ اکبر کو دور غلاما گیا۔ کہ تو اپنے باپ کے مخالف ہو۔ ہم تجھکو اپنا شاہنشاہ تسلیم کر لیں گے۔ چنانچہ باپ نے ایسے بیٹے کے لئے خود مقابلہ پر کمر باندھی۔ ان مندروں سے بغاوت کی آگ اٹھی بغاوت کے مشورے ہوتے سیاسی جلسے کئے جاتے۔ اس زمانہ میں سیاسی اور مذہبی اغراض کے جلسے مساجد اور مندروں میں ہی ہوتے تھے۔ کیونکہ اس وقت سیاست کو مذہب میں دخل تھا۔ آج کل کی صورت نہ تھی لہذا وہ مندر مخالف کے قلعے تھے۔ ازیں سبب اس کی روک تھام حضرت اورنگ زیب نے ضروری سمجھی۔

تعصب مذہبی اصل بات یہ ہے کہ تاریخ والوں نے دل کھولکر اپنے اپنے تعصب کا ثبوت دیا ہے۔ بعض اجنبی مورخوں نے محض ہندوؤں اور مسلمانوں کو لڑوانے کی خاطر اپنی تحقیقات میں اورنگ زیب کی اصلاحات ہندوؤں کے سامنے عیب دکھا کر بیان کی ہیں۔ اور آج ایسے لوگ اپنے حصول مطلب میں کامیاب ہو گئے۔ علاوہ ازیں ہم اورنگ زیب رح کو غلطی سے مبرا بھی نہیں جانتے۔ جس طرح آپ سوامی جی کو آخر وہ بھی ایک انسان تھا۔ اور غلطی کا ہونا انسانی خاصہ ہے۔ آج رعایا انگریزی سلطنت کو بھی ظالم کہہ رہی ہے۔ حالانکہ پہلی سلطنتوں کے مقابلہ میں یہ سلطنت امن و عدل کی حکومت ہے۔

اسلامی پردہ ترقی کا مانع ہے س۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام نے پردہ کیسا بتلایا ہے کیونکہ فی زمانہ یہ ترقی کا مانع رہا ہے۔

ج۔ یا ایہا النبی قل لازواجک و بناتک و نساء المومنین یدنین علیہن من جلابیبہن الخ (احزاب)۔ وقل للمومنات یغضضن من ابصارہن و یحفظن فروجہن ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منہا ولیضربن بخمرہن علیٰ جیوبہن ولا یبدین زینتہن الا لبعولتہن الخ (نور) ان آیات میں پردہ کا حکم ہے۔ کس چیز کے ساتھ پردہ کیا جاوے۔ اس کے واسطے دو لفظ مستعمل ہیں۔ جلابیب اور خمر۔ جن سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اوڑھنیاں اوڑھنے کا حکم ہے

سوامی جی کے سوال کو س سے اور اپنے جواب کو ج سے ظاہر کیا گیا ہے۔ عنایت اللہ